سنہ ۱۹۶۸ء

بانو دلِ محمد و حیدر کا چین ہیں   جزوِ مقاصدِ شہِ بدر و حنین ہیں
میکے میں یزدجرد کی یہ نورِ عین ہیں   سسرال میں شریکِ حیاتِ حسین ہیں
کسریٰ کے گھر سے آل میں قسمت جو لائی ہے
دادا کے عدل و داد کی یہ داد پائی ہے

اُن کی ہیں یہ بہو جو ہیں دامادِ مصطفٰی   شوہر ہے وجہ نامِ خدا دادِ مصطفٰی
بیٹا وہ ہے جو یوسفِ آزادِ مصطفٰی   بعد از حسین آدمِ اولادِ مصطفٰی
بانو کی آل سے ہے شہِ انبیا کا نام
ان سے نبی کا نام نبی سے خدا کا نام

دادا وہ ہے کہ جس پہ عدالت تمام ہے   اُس گھر میں آئیں جس پہ رسالت تمام ہے
شوہر پہ جد و جہد شفاعت تمام ہے   بیٹوں کے سلسلے پہ امامت تمام ہے
نو لال ان کے عز و شرف کا ثبوت ہیں
ماں عید کی نماز۔ پسر نو قنوت ہیں

ہر چند ہاجرہ کو بڑا مرتبا ملا   بیٹا ذبیح۔ زوج خلیلِ خدا ملا
بعد ان کے یہ نہ پوچھیے بانو کو کیا ملا   انعام جو ملا اِنھیں، اُن سے سوا ملا
زوجہ ہیں یہ حسین علیہ السلام کی
وہ اک نبی کی ماں ہیں تو یہ نو امام کی

دیکھو وقارِ بانوئے سلطانِ کربلا   حوا نثار ہیں، تو بلا گرد آسیا
مریم میں اور ان میں یہ اک فرق ہے کھلا   بیٹے کا اُن کے، آپ کا پوتا ہے مقتدا
سارا کا یہ شکوہ بھی یہ شان بھی نہیں
عصمت یہاں نہیں ہے تو عصیاں بھی نہیں

نسلِ عرب کا نسلِ عجم سے یہ اتصال — پہلی صدی کے دور میں اک مقتضائے حال
رنگ و وطن کے فرق کا اٹھے نہ اب سوال — خرمے کی سرزمیں میں ہوئی سیوتی نہال
کسرا ہے فیضیاب رسولِ قدیر سے
شیر و شکر ہے نہرِ لبن جوئے شیر سے

وہ ضو نہاں ہے فطرتِ عالی جناب میں — کرنیں ہیں جس کی جلوہ فشاں آفتاب میں
کس کو مِلا یہ بخت جہانِ خراب میں — شانہ کیا رسول کی بیٹی نے خواب میں
معصومہ ہاتھ رکھنے کو سر پر جب آئی ہیں
زحمت سے تب کہیں انھیں رحمت میں لائی ہیں

بچپن تھا بانوئے شہِ دیں کا کہ بے خطا — نازل عجم پہ فوج عرب کی ہوئی بلا
اولاد منتشر ہوئی کسرا کی جابجا — لیکن جفا کے رنگ میں قسمت نے کی وفا
بانو گھریں جو غم میں تو غم سے رہا ہوئیں
مشکل میں پڑ کے عترتِ مشکل کشا ہوئیں

حالات سولھویں سنِ ہجری کے ہیں گواہ — اُس وقت یزدجرد عجم کا تھا بادشاہ
کل چار سال قبل ہی اس کا ہوا تھا بیاہ — سوچیں تو اس حساب سے اب صاحبِ نگاہ
اولاد اس کی کتنی بڑی ہوگی عد سے حد
یہ اور بات ہے نہ بتائیں حسد سے حد

ہے اک زمخشری کے سوا سب کا یہ بیاں — بانو تھیں تین سال کی اُس وقت بے گماں
بی بی کی قید اور کنیزی کی داستاں — تاریخ کے ورق پہ سیاہی کا ہے نشاں
قائل ہو جو وہ بندۂ افکارِ خام ہے
بانو کو جو کنیز کہے، خود غلام ہے

بی بی پہ لطفِ حق کی یہ صورت ہے مختصر — بھاگا جو یزدجرد مدائن کو چھوڑ کر
حلوان کی زمین پہ تلخی میں کی بسر — سوہانِ زندگی تھا صفاہان کا سفر
کرمان میں کبھی، کبھی مابینِ مرو تھا
بند الم میں قید وہ آزاد سرو تھا

آیا وہ دربدری میں اٹھا کے غم   پامال انتشار ہوئے اس کے سب حرم
اُس دورِ انقلاب میں بانوئے محترم   بھٹکیں جو روز و شب تو ملا ہادیٔ امم
غم کی اندھیری رات میں نورِ سحر ملا
تھیں دربدر کہ علمِ پیمبر کا در ملا

ر کے بخت میں جو امامت کے تھے گہر   تطہیرِ نفس و دل پہ مشیت کی تھی نظر
نی نیند سے جو ہوئی زیست بہرہ ور   رویائے صادقہ میں کھلے رہبری کے در
جھپکی پلک حسین کا دیدار ہو گیا
سویا نصیب خواب میں بیدار ہو گیا

غل تھا نزولِ رحمتِ ربِ ودود ہے   نوشیرواں کی بزم میں، حق کی نمود ہے
عادل کے گھر میں قاضیٔ دیں کا ورود ہے   بانو کی خوابگاہ میں شورِ درود ہے
نسبت لیے ہوئے چمنِ حق کے پھول کی
جنت سے آ رہی ہے سواری رسول کی

سوئی تھیں صحنِ باغ میں بانوئے سبز بخت   نازل ہوا فلک سے سلیمانِ دیں کا تخت
وہ صاحبِ جلوس کا جلوہ وہ حسن رخت   چمکے یہ گل کہ سروِ چراغاں بنے درخت
کسریٰ کا گھر جو منزلِ خیر البشر ہوا
آتش کدے میں نورِ خدا جلوہ گر ہوا

آئے سریرِ نور پہ دو آسماں جناب   روشن تھے ایک برج میں مہتاب و آفتاب
گو دید آفتاب کی نظروں کو تھی نہ تاب   لیکن کھبا نگاہوں میں مہتاب لاجواب
بے خود ہوئیں جو یوسفِ زہرا کو دیکھ کر
دم آ گیا لبوں پہ مسیحا کو دیکھ کر

آنکھوں میں بس گیا جو نبی کا مہِ کمال   محوِ جمالِ حق ہوئیں بانوئے خوش خصال
بولا یہ مسکرا کے وہ خورشیدِ لازوال   روشن ہے ہم پہ نورِ نظر تیرے دل کا حال
خلدِ بریں سے شوقِ زیارت میں آئے ہیں
ہم ہیں رسول عقد کا پیغام لائے ہیں

دولہا ہمارے ساتھ ہیں، یہ ماہِ پُرضیا — صورت ہے یا کہ آئنۂ جلوۂ خدا
یہ سن کے صاف مہرِ خموشی نے دی رضا — چشمِ قبول کے لیے پردہ ہوئی حیا
فطرت جو کنہ رازِ نہاں پوچھنے لگی
نیچی نگاہ نام و نشاں پوچھنے لگی

خورشید نے یہ سرِ خفی یوں کیا جلی — نوشاہ یہ، ریاضِ امامت کی ہیں کلی
جانِ محمدِ عربی، دلبرِ علی — خود بھی ولی ہیں باپ بھی فرزند بھی ولی
یہ بنتِ مصطفٰے کے دلارے حسین ہیں
ہم مصطفٰے ہیں اور یہ ہمارے حسین ہیں

نامِ حسین سنتے ہی دل پر چھری چلی — بانو تڑپ کے چونک پڑی ہجر میں جلی
دیکھا تو باغ ہیں نہ وہ گل تھا نہ وہ کلی — شب کو غمِ فراق میں دن کی طرح ڈھلی
رخ زرد مثلِ شمعِ سحر بے درنگ تھا
اس خواب کے خیال میں سونے کا رنگ تھا

آنکھیں تلاش کرتی تھیں جانِ بہار کو — دل ڈھونڈتا تھا جلوۂ پروردگار کو
پھونکا تھا سوزِ ہجر نے یوں جانِ زار کو — پنکھے لگے ہوئے تھے دلِ بیقرار کو
تھا غیر حال نورِ خدا کے فراق میں
کعبے کی شمع، جلتی تھی کسریٰ کے طاق میں

کہتی تھیں دل ہی دل میں پھر آجاؤ یا حسین — کلمہ تو اپنے جد کا پڑھا جاؤ یا حسین
اسلام کا شعار سکھا جاؤ یا حسین — قابل تو اپنے گھر کے بنا جاؤ یا حسین
باتیں شعور کی وہ بتا جاؤ خواب میں
نبھ جاؤں خاندانِ رسالتمآب میں

دیکھی ہے جب سے خواب میں تنویرِ ذوالجلال — بالکل بدل گیا ہے مری زندگی کا حال
ناچیز سے جو آپ کے جد نے کیا مقال — اپنے یہ خود ہے رشک مجھے اے علی کے لال
ہے جائے افتخار یہ شکلِ انتساب کی
منہ بولی ہوں بہو میں رسالتمآب کی

چھائے دل و دماغ پہ یوں شاہِ مرسلیں — خودرفتگی کی موج میں ڈوبا دلِ حزیں
تھیں محو فکر ہاتھ کو رکھ کر سرِ جبیں — بیٹھیں تو بیٹھ ہی گئیں، اٹھیں تو اٹھ گئیں
گھبرا کے بڑھ گئیں کبھی تعظیم کے لیے
جھجکیں، ادب سے جھک گئیں تسلیم کے لیے

فیضِ زیارتِ رخِ پیغمبرِ انام — بالائے طاق رکھ دیے کسریٰ کے بت تمام
باندھے ہوئے خیالِ شہنشاہِ خاص و عام — تھیں معتکف حرم میں تولّا کے صبح و شام
راہی تھیں مسلکِ شہِ بدر و حنین پر
خیرات روز ہوتی تھی نامِ حسین پر

گہ سوچتیں امید بر آنا محال ہے — پھر خواب میں وہ آئیں یہ محض اک خیال ہے
گہ کہتیں وہ رسول ہیں، یہ نیک فال ہے — ظاہر ہے ان پہ جو مرے باطن کا حال ہے
صورت وہی نکالیں گے اب دل کے چین کی
اُن کو قسم میں دوں گی انھیں کے حسین کی

اس آرزوئے نیک میں بانوئے نیک خو — یوں محو تھیں کہ جیسے فضا محوِ رنگ و بو
اکثر چمن چمن گلِ زہرا کی جستجو — پہروں امامِ دیں سے تصور میں گفتگو
اک روز سو گئیں جو اسی اضطراب میں
آنکھوں کو فرشِ راہ کیا عینِ خواب میں

جھپکی ذرا جو آنکھ نظر سے اٹھے حجاب — دیکھا جناب کے دلِ بیدار نے یہ خواب
اترے ہیں گھر میں چرخِ بریں سے بآب و تاب — اک چاند۔ اک معظمۂ آسماں جناب
جلوے جلو میں، جیسے مضامیں کتاب میں
حوریں ملازمت میں، فرشتے رکاب میں

وہ چاند جس کو پہلے بھی دیکھا تھا اک نظر — رہوارِ معجزات و کرامت پہ جلوہ گر
گردوں حشم۔ نجوم خدم۔ نور سر بسر — طالع جلو میں۔ پشت پہ قسمت۔ فلک پہ سر
ہلتی ہے اس صدا سے فضا مشرقین کی
ہٹ جاؤ آرہی ہے سواری حسین کی

سہرا ہے رخ پہ چاند کے تاروں کا ضوفگن — لڑیاں ہیں جس کی مہر کی کرنوں پہ خندہ زن
لب پر ہے اک فرشتۂ رحمت کے یہ سخن — دولہا بنا ہے خاتمِ انوارِ پنجتن،
سب رنج و غم ہوں دور کہ شادی کی رات ہے
جو رجس سے بری ہے یہ اس کی برات ہے

تکبیر کے بجاتے ہیں قدسی جو چنگ و دف — گونجا ہوا ہے نعرۂ توحید ہر طرف
سُبحانَ رَبّنا کے جو طاسے ہیں صف بصف — شہنائیاں ہیں نغمۂ نادِ علی بکف
ہر جھانجھ کہہ رہی ہے جھما جھم علی علی
ہر طبل کی صدا ہے رما دم علی علی

بانو کے پاس آ کے پکاری یہ ایک حور — بنتِ رسول آتی ہیں، کلمہ پڑھیں حضور
کھولے یہ سن کے لب تو بڑھی رحمتِ غفور — حجلے میں معرفت کے دیا غسل آبِ نور
غل پڑ گیا کہ پر تو تطہیر ہو گئیں
نو محوروں کا مرکزِ تنویر ہو گئیں

تطہیر نے قنات جو روکی پئے حجاب — حوروں نے بال گوندھے بنایا دلہن شتاب
پہنا دیا لباس جو عفت کا لاجواب — برقع حیا و شرم۔ جلالت بنی نقاب
غازہ جو نور کا تھا رخِ تابناک پر
خُلقِ نبی کا عطر ملا جسمِ پاک پر

ٹیکا لگا کے حبِ رسالتمآب کا — روشن جبیں کو نور دیا آفتاب کا
آئینہ لائیں صورتِ ام الکتاب کا — آیا ردا کے واسطے آیہ حجاب کا
ذاتی شرف تھا فخر کی مشعل لیے ہوئے
پیوندِ آلِ نور کا آنچل لیے ہوئے

تقدیس نے جو حلۂ رحمت پنھا دیا — نعلینِ پا ثباتِ قدم کو بنا دیا
قدموں پہ عظمتِ دو جہاں کو جھکا دیا — چشمِ خرد میں سرمۂ بینش لگا دیا
عرشِ بریں کا تخت بچھا کہ جلوس کو
بخشا زرِ خلوص کا زیور عروس کو

جھومر وہ سایۂ پرِ ظلِ کبریا ماتھے کا چاند نقشِ تولائے مرتضیٰ
گردن کا طوق، عروۂ وثقیٰ کا سلسلہ حبلُ المتین دیں کا گلوبندِ دل کشا
چمپا کلی وہ شمسۂ تسبیحِ پاک کی
کلیوں نے آبرو دریکتا کی خاک کی

گردن کا ہار، جس میں ہو مریم کا دل اسیر درِ نجف کی سلک حسیں، کہکشاں نظیر
کنگن وہ دستگیری مولائے دستگیر وہ جوشنین، لطفِ نبی، رحمتِ قدیر
ہاتھوں کی ضو قمر سے بھی وہ چند ہو گئی
مشکل کشا کی مہر علی بند ہو گئی

کانوں کے زیورات بھی یکتائے دو جہاں آویزۂ جمیل، وہ آوازۂ اذاں
کیا زیبِ گوشِ پاک ہوئی ہیں بعز و شاں مولا کے حلقہ ہائے اطاعت کی بالیاں
ان بالیوں کا حاصل و محصول دیکھیے
پھر ان میں آیتوں کے کرن پھول دیکھیے

تعویذ وہ کہ جس کے اثر سے عدو ہوں خاک مفہوم جس کا یہ ہے کہ لا ناصر سواک،
عزت کی نتھ، ہلالِ فلک سے بھی تابناک انگشتری میں ختمِ امامت کا نورِ پاک
پہنائی خود بتول نے تاروں کی چھاؤں میں
پابندیِ اصول کی پازیب پاؤں میں

پہنے جو معرفت کے یہ زیور بجد و فر خدمت میں جھک گئے بادب شکل دیکھ کر
حوروں کے سر فرشتوں کے سر اولیا کے سر گویا سراہی یہ دلھن کی تھی سربسر
بن سج گئیں جو خلعتِ عنبر سرشت سے
آئے رسول بہرِ زیارت بہشت سے

خوشبو سے بزم رشکِ خطا و ختن بنی سہرے کے گل کھلے تو فضا گلبدن بنی
ہمرنگِ آلِ یانوے گل پیرہن بنی گلگوں قبا بنے کی شہادت دلھن بنی
غل پڑ گیا کہ بخت پھرا ماہ و سال کا
زہرہ جبیں سے عقد ہے زہرا کے لال کا

ہاشم کے خاندان کی حشمت ہے اک طرف　　کسرائیوں کی شان شرافت ہے اک طرف
فضل اک طرف ہے اور فضیلت ہے اک طرف　　توحید اک طرف تو عدالت ہے اک طرف
سیّد سے کائنات نجابت کا عقد ہے
قرآں کے ساتھ نور کی سورت کا عقد ہے

شمعیں لیے ہوئے عظمت کی آب و تاب　　اقوالِ مصطفا و روایات بوتراب
دولھا بھی منتخب ہے دلھن بھی ہے انتخاب　　ان کی کوئی نظیر نہ ان کا کوئی جواب
وہ مرکزِ شرافتِ نسلِ بتول ہیں
یہ مادرِ ائمۂ آلِ رسول ہیں

نوروز کی سحر تھی کہ معراج کی وہ شب　　دولھا دلھن کی قدر کہوں یا حسب نسب
یہ بانوئے عجم تو وہ شہزادۂ عرب　　مشاطہ حورِ خلد، براتی امینِ رب
وہ ساس جس کا زوج امیرِ حنین سا
نوشاہ، بادشاہِ دوعالم حسین سا

وہ ہے دلھن جو آلِ پیمبر کے دل کا چین　　دولھا وہ ہے جو عینِ الٰہی کا نورِ عین
دونوں طرف وکیل، ملائک بزیب و زین　　میکال و جبرئیل، گواہان عادلین
وہ خطبہ خواں ہے جس کی زباں شمع طور ہے
قاضی وہ ہے جو مفتیِ روزِ نشور ہے

ہے حجلۂ عروس میں حوروں کا ازدحام　　مریم بھی ہاجرہ بھی ہیں مصروف اہتمام
وہ رت جگے کی فرش سے تا عرش دھوم دھام　　وہ گیت جو انیس کی اس بیت پر تمام
بانوئے نیکنام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

آمین اس دعا پہ جو کہنے لگیں بتول　　پیہم فلک سے رحمت رب کا ہوا نزول
صیغے کو سن کے بول اٹھا شرع کا اصول　　ایجاب مستجاب تو مقبول ہے قبول
بانو کی ضو جو نورِ پیمبر سے مل گئی
موجِ فرات چشمۂ کوثر سے مل گئی

صلِ علیٰ کے شور سے گونجی وہ بزمِ دیں — ہر فرد جس میں خلد نشین و فلک نشیں
غلمان و حور و قدسی و رضوان مہ جبیں — کل اولیا۔ تمام نبی۔ سارے مرسلیں
شامل تھے جشنِ سرورِ عالی صفات میں
روح الامین پڑھتے تھے سہرا برات میں

سہرا سرِ حسین پہ صبرِ جمیل کا — سہرا سرِ حسین پہ نورِ جلیل کا
سہرا سرِ حسین پہ حق کی سبیل کا — سہرا سرِ حسین پہ عزمِ خلیل کا
تعمیرِ کربلا کا ہے سہرا انھیں کے سر
اسلام کی بقا کا ہے سہرا انھیں کے سر

سہرا سرِ حسین پہ عزمِ حیات کا — سہرا سرِ حسین پہ سب کی نجات کا
سہرا سرِ حسین پہ اسمائے ذات کا — سہرا سرِ حسین پہ حق کی صفات کا
عزت کی زندگی کا ہے سہرا انھیں کے سر
دینِ محمدی کا ہے سہرا انھیں کے سر

سہرا ہے سر پہ مرضیِ ربِ ودود کا — سہرا ہے سر پہ دینِ خدا کی نمود کا
سہرا انھیں کے سر ہے قیام و قعود کا — سہرا انھیں کے سر تہِ خنجر سجود کا
مقتل میں حق کی یاد کا سہرا انھیں کے سر
ہے نفس سے جہاد کا سہرا انھیں کے سر

سہرا سرِ حسین پہ باغِ نعیم کا — سہرا سرِ حسین پہ خُلقِ کریم کا
سہرا سرِ حسین پہ دینِ قویم کا — سہرا سرِ حسین پہ ذبحِ عظیم کا
باطل کے سدِباب کا سہرا انھیں کے سر
پُرفیض انقلاب کا سہرا انھیں کے سر

شوہر کی منزلت جو ہے سہرے سے آشکار — حوریں دلھن سے کہتی ہیں ہنس ہنس کے بار بار
بی بی عجب نصیب تمھارا ہے ہم نثار — غیر از بتول جتنی ہیں نسوانِ ذی وقار
ان میں کسی کو بھی یہ مقدر نہیں ملا
سب کچھ ملا حسین سا شوہر نہیں ملا

ناگاہ شاد ہو کے پکارے یہ خاص و عام — رخصت ہے اب دلھن کی بصد جاہ و احترام
نذریں گزارتے ہیں نبی و ولی تمام — دار السلام پیش کرے تحفۂ سلام
نو آسماں جھکے ہیں غلامی کے واسطے
حاضر ہیں نو امام سلامی کے واسطے

آئے خلیل مقصدِ خلقت لیے ہوئے — حق کا حبیب دین کی دولت لیے ہوئے
اتمامِ مدعائے رسالت لیے ہوئے — راز بقائے نسلِ امامت لیے ہوئے
نو لال حق نے غیرتِ لعلِ یمن دیے
جو پنجتن کا فخر ہیں وہ نو رتن دیے

یہ قاسم جناں کی ولا کا ثمر ملا — احمد کے اہلبیت سے جنت کا گھر ملا
شمس الضحیٰ کی آنکھوں کا تارہ قمر ملا — خیر البشر کا فخر جو ہے وہ بشر ملا
غنچے بھی مل گئے چمنِ حق کے پھول بھی
شبر بھی فاطمہ بھی علی بھی رسول بھی

پہلو میں ہیں بہار امامت لیے ہوئے — دامن میں کائنات رسالت لیے ہوئے
نسل عجم کی بوئے شرافت لیے ہوئے — سلمانِ فارسی کی فراست لیے ہوئے
گل ہیں ہزار اک چمنِ مشک بیز میں
میکے سے لے چلی ہیں عدالت جہیز میں

بولیں گلے لگا کے پیمبر کی نورِ عین — بچی ترا سہاگ رکھے رب مشرقین
اب صدمۂ فراق سے کرنا نہ شور و شین — رخصت کے دن قریب ہیں مل جائیں گے حسین
بانو یہ سن کے خواب سے بیدار ہو گئیں
کھلتے ہی آنکھ نرگسِ بیمار ہو گئیں

مل مل کے آنکھیں غور سے دیکھا ادھر ادھر — وہ تخت تھا نہ انجمن انجم و قمر
رہنے لگا وہ چاند تصور میں جلوہ گر — وعدے کا انتظار تھا اللہ پہ نظر
شام و سحر خیال رسول حسنین کا
تسبیح فاطمہ کی، وظیفہ حسین کا

دل میں نہ کوئی بات نہ لب پر کوئی کلام / خود بے چھری حلال، اور آب و غذا حرام
شب کو چراغ صبح، سحر کو مہ تمام / آنکھوں میں جلوہ گر شفقِ خوں قریب شام
دن رات چشم تر میں شہ انس و جن پھرے
راتوں جلیں چراغ کی صورت تو دن پھرے

آیا جو راستی پہ ذرا چرخ کج مدار / بدلا خوشی کے رنگ سے نیرنگ روزگار
اب تک خلافتیں تھیں مخالف کہ ایک بار / پہنچا علی کے ہاتھ میں ہر پھر کے اقتدار
بانو جو ڈھونڈتی تھیں سہارا نصیب کا
چمکا بلادِ شرق میں تارا نصیب کا

جس سرزمیں پہ تھی مکیں آلِ کیقباد / تھے اختیار میں بن جابر کے وہ بلاد
عامل جو تھا شریعتِ حق پر وہ خوش نہاد / کسرائیوں کے حق میں کیا نفس سے جہاد
دل نے کہا ستم سے فضا صاف کیجیے
نوشیرواں کی آل سے انصاف کیجیے

پامالِ انقلاب جو کسرائی تھے تمام / ان کی بحالیوں کا کیا دل سے اہتمام
بانو کو تھا جو شوقِ قدم بوسیٔ امام / دربار شاہ میں انھیں بھیجا بہ احترام
چھوڑیں قرابتیں کہ زیارت عزیز تھی
بانو تھیں۔ ایک ان کی بہن۔ اک کنیز تھی

آئیں جو مسجد نبوی میں یہ نیک خو / بانو کسی کی تھیں متجسس ہر ایک سو
آنکھوں سے اشک بن کے نکلتی تھی آرزو / فانوس پیرہن میں پگھلتی تھی شمع رو
پیہم تلاش کرتی تھی ضو آفتاب کو
بلقیس ڈھونڈتی تھی سلیماں جناب کو

ناگاہ دن ڈھلے نظر آیا مہ تمام / تعظیم کو ادب سے صحابہ اٹھے تمام
دیکھا جو مڑ کے بانوئے شہ نے سوئے امام / اٹھتے ہی آنکھ جھک گئیں نظریں پئے سلام
دل کی کلی کھلی کہ گل مدعا ملا
مسجد میں جب امام ملے تو خدا ملا

پایا خدا کے گھر سے درِ علم کا مکاں زینب نے ماں کی طرح بنایا دلھن یہاں
قاضی ہوئے نبی کی جگہ شاہِ مومناں تعبیرِ خواب بن کے ملا یوسفِ زماں
شادی ہوئی جو آپ سے سبطِ رسول کی
بخشی علی نے مہر میں مسند بتول کی

ہمنامِ حق نے نام جو پوچھا دمِ سلام بولیں حیا سے سر کو جھکا کر کہ یا امام
شاہِ زناں کنیز کو کہتے ہیں خاص و عام فرمایا ہم تو آپ کا بانو، رکھیں گے نام
خلعت ملا تھا بنتِ رسالتمآب سے
پایا خطاب سرورِ فصل الخطاب سے

ساتھ آئی تھی جو ان کے کنیز ایک معتبر شیریں تھا نام۔ خُلق بھی شیریں و پُراثر
بانو کے گھر میں اس کی یہ صورت تھی مختصر کچھ کام ان کے ذمے تھا کچھ کام اُس کے سر
یہ خو، گھروں کا نظم و نسق بن کے رہ گئی
بہرِ زنانِ خلق سبق بن کے رہ گئی

ان ذمہ داریوں سے سنبھالا علی کا گھر ابھرا وہ بھر۔ دلوں پہ جو زہرا کا تھا اثر
زینب پہ یہ نثار وہ صدقے تھیں آپ پر شبیر کی نگاہ تھی۔ اللہ کی نظر
ہر رنج سے فراغ دیا بے نیاز نے
سجاد سا چراغ دیا بے نیاز نے

پایا پسر وہ غیرتِ یوسف۔ وہ خوش جمال یوسف بھی کہہ رہے تھے کہاں میں کہاں یہ لال
اب اس مقام سے ہے بہت اختلافِ حال نودس روانیوں کے پرکھنے کا ہے سوال
اعدا کے قول اہلِ ولا نے سنائے ہیں
موتی تمام سچے ہیں۔ جھوٹوں سے پائے ہیں

بی بی کے باب میں ہیں روایات جس قدر راوی ہیں ان میں ایک کے اوروں سے معتبر
یعنی دمِ ولادتِ سجادِ نامور یہ ہوگئیں علیل ہوئی زیست مختصر
اتنا بڑھا مرض کہ جہاں سے گزر گئیں
عابد کو پالنے بھی نہ پائیں کہ مر گئیں

قبل از وفات ذکر کے قابل کیا وہ کام　　انسانیت کو جو ہے مساوات کا پیام
شیریں جو تھی کنیز بصد جاہ و احترام　　بانوئے شہ کے گھر میں وہ فضّہ تھی لا کلام
خدمت سے باوفا نے جو دل شاد کر دیا
یہ حریت پسند تھیں آزاد کر دیا

ہونے لگی حرم سے جو رخصت وہ باوقار　　بانو کو دیکھ دیکھ کے روتی تھی زار زار
کرتی تھی شہ سے عرض یہ ہو ہو کے بے قرار　　اس گھر سے ایک شرط پہ جاتی ہے خاکسار
وعدہ کریں حضور مرے گھر پہ آئیں گے
سب شاہزادیوں کو بھی ہمراہ لائیں گے

بولے اک آہ بھر کے شہنشاہِ مشرقین　　اچھا سدھارو بی بی کبھی آئے گا حسین
وہ بولی۔ اور سب حرم سرورِ حنین　　خالق نے کی ہے ان کی زیارت بھی فرضِ عین
ہمسائیاں سر آنکھوں پہ سب کو بٹھائیں گی
حضرت نے سر جھکا کے کہا۔ یہ بھی آئیں گی

خوش ہوگئی یہ سن کے جو شیرینِ باوفا　　پھیلا کے گود۔ دلبرِ زہرا کو دی دعا
چلنے لگی تو شہ نے یہ بانو کو دی ندا　　پوشاک و زادِ راہ اسے کیجیے عطا
خلعت بھی ایک دیجیے اس دل ملول کو
اک دن ردائیں دے گی یہ آلِ رسول کو

کہنا ہے اب یہ ذکرِ مصائب کا اقتضا　　لکھیے زبانِ حال میں شیریں کا ماجرا
بانو سے پھر وہ مل نہ سکی اس سے بحث کیا　　مشہور خلق میں ہے مگر آج تک وفا
اس کو نہ صرف بانوئے سرور عزیز تھی
سب آلِ فاطمہ کی وہ دل سے کنیز تھی

سب عترتِ نبی کے بچھڑنے کا تھا ملال　　زینب کی دید کے لیے بے چین تھی کمال
بانو کی یاد میں کبھی گریاں کبھی نڈھال　　سب سے زیادہ دعوتِ شبیر کا خیال
ہر شے پہ ذکرِ شاہ کو ترجیح رات دن
تھی حرزِ جاں امام کی تسبیح رات دن

اک دن سنا کہ آتے ہیں اس در کے طبیب — ہے کاروانِ قبلۂ عالم بہت قریب
دل نے کہا کہ کھل گئی قسمت، پھرے نصیب — وعدہ وفائی کے لیے آئے مرے حبیب
دیکھو یہ مرحمت کی نظر اہلِ بیت کی
آمد ہے مجھ غریب کے گھر اہلِ بیت کی

لازم ہے یہ کہ صاف ہو شفاف ہو مکاں — شایانِ شانِ حضرت سلطان انس و جاں
رضواں زبانِ حال سے بولا یہ ناگہاں — لایا میں زلفِ حور کی جاروبِ ضو فشاں
دعوت ہے بادشاہِ کرامت ظہور کی
کرسی منگاؤ عرش معلی سے نور کی

باطن کے آئنے کی طرح صاف کر کے گھر — شوہر کے پاس آکے پکاری وہ خوش سیر
درپیش ہے ضیافت مولائے بحر و بر — ہمراہ ہوں گے سب حرم سید البشر
میوہ بھی کچھ منگاؤ کہ بچے بھی آتے ہیں
قسمت پکارتی تھی طمانچے وہ کھاتے ہیں

ناگاہ گھر میں آکے کسی نے یہ دی خبر — آیا قریب قافلۂ شاہِ بحر و بر
شاید کسی جہاد سے آتے ہیں شہ ادھر — ہمراہ کچھ اسیر ہیں، کچھ سر لہو میں تر
خوش ہو کے وہ پکاری یہ ہر اک فدائی کو
لوگو حسین آئے چلو پیشوائی کو

سامانِ نذر لے کے وہ گھر سے ہوئی رواں — آئی برونِ قلعہ تو دیکھا عجب سماں
ناقوں پہ سر کھلے ہوتے ہیں چند بی بیاں — ہے اک مریض بستۂ زنجیر، سارباں
رسی میں کچھ بندھے ہوئے بچے نڈھال ہیں
رخسار گلرخوں کے طمانچوں سے لال ہیں

حیران ہو کے رہ گئی شیرینِ باوفا — پوچھا یہ سارباں سے بڑھ کر کہ میں فدا
کس جرم پر امام نے دی تم کو یہ سزا — شکلیں تو کہہ رہی ہیں کہ تم سب ہو بے خطا
اللہ کس سبب سے یہ قیدِ شدید ہے
بے پردگی کا حکم تو شہ سے بعید ہے

بولا اک آہ بھر کے وہ بیمارِ نیم جاں   بی بی امام کا نہیں یہ لشکر گراں
قیدی ہیں میرِ شام کے ہم زار و ناتواں   غش ہو گیا یہ کہہ کے نقاہت سے ساربان
ناقے رکے تو ظلم ہوئے بے گناہ پر
دُرّے پڑے حسین کے نورِ نگاہ پر

شیریں تڑپ کے رہ گئی آنسو ہوئے رواں   بولی یہ بی بیوں سے بصد نالہ و فغاں
لوگو بتاؤ کچھ خبرِ سرورِ زماں   تم کس جگہ سے آئے ہو شبیر ہیں کہاں
یارب پھر ایک بار میں سرور کو دیکھ لوں
عابد کو دیکھ لوں علی اکبر کو دیکھ لوں

میں نے سنا تھا لاتے ہیں تشریف شاہِ دیں   کیا راہ میں امام امم رک گئے کہیں
بولیں دبی زبان سے یہ زینبِ حزیں   ہم خود ہیں نیم جاں، ہمیں اپنی خبر نہیں
شیریں صدا کو سن کے عرق میں نہا گئی
کانوں میں اک سنی ہوئی آواز آ گئی

زینب کی گفتگو پہ جو بانو کا شک ہوا   سر پیٹ کر پکاری مصیبت کی مبتلا
بی بی نہ منہ چھپائیے، پہچان لی صدا   لونڈی ہوں میں تو آپ کی مجھ سے حجاب کیا
یا کبریا میں جاگتی ہوں یا کہ خواب ہے
بانو کے دشمنوں کی یہ حالت خراب ہے

بنت علی پکاریں کہ بیجا ہے یہ گماں   بانو کہاں یہ قیدی دامِ بلا کہاں
میں اک کنیز فاطمہ اور وہ شہِ زناں   ان کا پسر امام، مرا لال ساربان
وہ کہتی ہے کہ آپ تو بانو ضرور ہیں
حیرت یہ ہے کہ سبطِ پیمبر سے دور ہیں

زینب کا یہ بیان ہے، بانو نہیں ہوں میں   بانو کی اور شان ہے، بانو نہیں ہوں میں
اُن کا پسر جوان ہے، بانو نہیں ہوں میں   میری اکیلی جان ہے، بانو نہیں ہوں میں
اُن کی تو گود میں چھ مہینے کا لال ہے
بچے کو چھوڑ دے کوئی ماں یہ محال ہے

وہ بولی ہاتھ جوڑتی ہوں مجھ پہ رحم کھاؤ — بی بی کی دردمند ہوں میں دردِ دل سناؤ
لونڈی نثار نام تو اپنا نہ اب چھپاؤ — مولا مرے کہاں گئے للہ کچھ بتاؤ
یہ عرض ہو قبول کنیزِ امام کی
تمکو قسم حسین علیہ السلام کی

رو کر پکاریں خواہرِ شبیرِ نامدار — بھائی کی دے قسم نہ مجھے بہرِ کردگار
لے دل کو اب سنبھال سناتی ہوں حالِ زار — زینب ہوں میں حسین کی ہمشیرِ دلفگار
پردیس میں بہن شہِ والا سے چھٹ گئی
مقتل میں میرے بھائی کی سرکار لٹ گئی

آگے جو میرے ناقے کے ہے مرکزِ نظر — نیزے پہ یہ بلند مرے بھائی کا ہے سر
یہ ساربان۔ گرا تھا جو غش کھا کے خاک پہ — عابد یہی ہے بانوئے ذی جاہ کا پسر
اس کے سوا ہر اک کا لہو رن میں بہہ گیا
تنہا مریض ٹھوکریں کھانے کو رہ گیا